قادیانی (جماعتِ احمدیہ) تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں
قادیانی کتب کے حوالہ جات سے مزین ایک منفرد تحریر

قادیانیوں کے نزدیک

مسلمان کافر ہیں

قادیانی کتب کے سکین کی روشنی میں

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں

ابھی ایک نیا رسالہ شروع کیا جا رہا ہے جس میں اس نہایت اہم اور نازک حقیقت کو دلائل اور حوالہ جات کے ساتھ واضح کیا جائے گا کہ قادیانی جماعت، اپنے بانی کے عقائد اور اپنی مستند کتب کی روشنی میں، عام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے اور ان کے ساتھ وہی رویہ اختیار کرتی ہے جو شرعاً کفار کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔ یہ بحث کسی الزام یا جذباتی ردِعمل پر مبنی نہیں ہوگی، بلکہ قادیانی مصادر، ان کے اپنے بیانات اور عملی طرزِ عمل کی بنیاد پر مرتب کی جائے گی۔

یہ بات اہلِ علم سے مخفی نہیں کہ امتِ مسلمہ میں کفر و ایمان کا حکم نہایت سنجیدہ اور اصولی معاملہ ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک کلمۂ طیبہ پڑھنے والا، ختمِ نبوت پر ایمان رکھنے والا اور ضروریاتِ دین کا منکر نہ ہونے والا مسلمان کہلاتا ہے۔ اس کے برعکس جب کوئی گروہ اپنے مخصوص عقیدے کی بنا پر پوری امت یا اس کی اکثریت کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے، تو یہ محض ایک فقہی اختلاف نہیں رہتا بلکہ امت کی وحدت، باہمی اخوت اور اسلامی تشخص پر براہِ راست حملہ بن جاتا ہے۔

زیرِ نظر رسالے میں یہ دکھایا جائے گا کہ قادیانی لٹریچر میں مسلمانوں کے بارے میں کفر کے فتوے، اسلام سے اخراج، اور کفار جیسا سلوک محض اتفاقی یا انفرادی آراء نہیں بلکہ ایک منظم اور اصولی موقف کے طور پر موجود ہیں۔ ان نصوص کے اثرات صرف نظری سطح تک محدود نہیں رہتے بلکہ عبادات، نکاح، جنازہ، سلام، معاشرت اور دینی تعلقات تک پھیل جاتے ہیں، جہاں مسلمان اور قادیانی کے درمیان واضح تفریق قائم کی جاتی ہے۔

اس تمہید کے بعد آگے چل کر قادیانی کتب سے براہِ راست حوالہ جات، ان کے فقہی و اعتقادی فیصلے، اور ان کے عملی نتائج پیش کیے جائیں گے تاکہ قاری خود یہ فیصلہ کر سکے کہ قادیانی موقف مسلمانوں کے بارے میں کیا ہے، اور یہ موقف اسلام کے مسلمہ اصولوں سے کس حد تک متصادم ہے۔

قادیانی عقیدے کا صریح اعتراف، مسلمانوں کی تکفیر

اس نکتے کو سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ قادیانی جماعت کے ہاں مسلمانوں کو کافر قرار دینا کوئی عوامی غلط فہمی یا مخالفین کا الزام نہیں، بلکہ ان کے اپنے خلفاء اور مستند کتب میں صراحت کے ساتھ موجود عقیدہ ہے۔ اس کی ایک واضح مثال قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ کے قلم سے ملتی ہے، جو لکھتا ہے:

حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(انوار العلوم جلد 6، صفحہ 110)

یہ عبارت اپنے مفہوم میں بالکل واضح اور دوٹوک ہے۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ مرزا غلام قادیانی کی تکذیب کرنے والا کافر ہے، بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ وہ شخص بھی کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے جس نے کبھی مرزا غلام قادیانی کا نام تک نہیں سنا۔

اس بیان کا منطقی اور اعتقادی نتیجہ نہایت سنگین ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ:

اوّل: کلمۂ طیبہ پڑھنے والا، اللہ کو واحد، محمد ﷺ کو آخری نبی ماننے والا مسلمان بھی محض اس بنا پر کافر ہے کہ وہ مرزا غلام قادیانی سے واقف نہیں۔

دوم: اسلام میں داخلے کی شرط، ایمان باللہ و الرسول نہیں بلکہ مرزا غلام قادیانی کی معرفت اور اس پر ایمان قرار دی جا رہی ہے۔

سوم: امتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت، جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتی یا اس کا نام تک نہیں جانتی، قادیانی عقیدے کے مطابق دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

یہی وہ بنیاد ہے جس پر قادیانی مسلمانوں کے ساتھ کافرانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ جب کسی کو کافر قرار دے دیا جائے تو اس کے ساتھ سلام، نکاح، جنازہ، وراثت اور دینی اخوت سب ختم ہو جاتی ہے۔ یوں یہ عقیدہ محض ایک نظری اختلاف نہیں رہتا بلکہ عملی طور پر پوری امتِ مسلمہ کو غیر مسلم قرار دینے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

آگے چل کر اسی اصول کے تحت قادیانی کتب سے مزید حوالہ جات پیش کیے جائیں گے، جن سے یہ بات مزید واضح ہو جائے گی کہ مسلمانوں کی تکفیر قادیانی مذہب کا مرکزی اور اصولی عقیدہ ہے، نہ کہ کوئی ضمنی یا ثانوی مسئلہ۔

قادیانی مصادر سے مسلمانوں کی تکفیر، مزید صریح حوالہ

قادیانی عقیدے میں مسلمانوں کی تکفیر محض کسی ایک خلیفہ یا فرد کی رائے نہیں، بلکہ یہ موقف ان کے بانی کے گھرانے اور مستند مصنفین کی تحریروں میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک اور نہایت واضح شہادت مرزا غلام قادیانی کے صاحبزادے بشیر احمد ایم اے کے قلم سے ملتی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

> مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل جلد 14 صفحہ 110)

اس عبارت میں تین باتیں غیر معمولی وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہیں:

اوّل، مرزا غلام قادیانی کو نہ ماننے والے کو کافر کہا گیا ہے۔

دوم، اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اسے "پکا کافر" قرار دیا گیا ہے، جو تکفیر کی شدت کو مزید بڑھا دیتا ہے۔

سوم، صراحت کے ساتھ اسے دائرۂ اسلام سے خارج بتایا گیا ہے، یعنی اس کے اسلام کا سرے سے انکار کیا گیا ہے۔

یہ بیان پچھلے حوالہ کے ساتھ مل کر اس حقیقت کو پوری طرح واضح کر دیتا ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق ایمان کی بنیاد کلمۂ طیبہ یا ختمِ نبوت نہیں، بلکہ مرزا غلام قادیانی پر ایمان ہے۔ جو شخص اس کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتا خواہ وہ پوری امت کے متفقہ عقائد کا پابند مسلمان ہی کیوں نہ ہو وہ قادیانی نظریے کے مطابق مسلمان نہیں رہتا۔

یوں قادیانی لٹریچر کی اپنی شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کو کافر قرار دینا، ان کے نزدیک ایک اصولی اور بنیادی عقیدہ ہے، جس کے نتیجے میں وہ مسلمانوں سے وہی دینی و معاشرتی رویہ رکھتے ہیں جو غیر مسلموں کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ محض اختلافِ رائے نہیں بلکہ اسلام کے بنیادی تصورِ امت اور اخوتِ اسلامی سے براہِ راست ٹکراؤ رکھتا ہے۔

مرزا قادیانی کا اپنا موقف، مسلمانوں کی تکفیر کی اصل بنیاد

اب اس مسئلے میں کسی واسطے، تاویل یا بیرونی تشریح کی حاجت نہیں رہتی، کیونکہ مرزا غلام قادیانی خود اپنے الفاظ میں اپنے پیروکار اور مخالف کی حد بندی کر دیتا ہے۔ وہ اپنی پیروی اور بیعت کو نجات کا معیار اور اس سے انکار کو ہلاکت کا سبب قرار دیتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا

اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 275)

یہ عبارت اپنے مفہوم میں نہایت صریح اور فیصلہ کن ہے۔ اس میں تین باتیں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں۔

اوّل، مرزا قادیانی کی پیروی کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

دوم، اس کی بیعت میں داخل ہونا نجات کی شرط بنایا گیا ہے۔

سوم، جو شخص اس کی پیروی اور بیعت سے انکار کرے، اسے خدا اور رسول کا نافرمان اور جہنمی کہا گیا ہے۔

اس بیان کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایمان اور نجات کی بنیاد اپنی ذات کو بنا دیا۔ جو مسلمان کلمۂ طیبہ پڑھتا ہو، قرآن کو آخری کتاب مانتا ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہو، مگر مرزا قادیانی کی بیعت میں داخل نہ ہو، وہ اس کے نزدیک نجات یافتہ نہیں بلکہ جہنمی ہے۔ یہی وہ اصل فکری بنیاد ہے جس پر قادیانی لٹریچر میں مسلمانوں کی تکفیر کھڑی ہے۔

یوں قادیانیوں کے خلفاء اور مصنفین کے اقوال کوئی الگ تھلگ یا ذاتی آراء نہیں رہتیں، بلکہ وہ براہِ راست مرزا قادیانی کے اپنے اعلان کی تشریح اور توسیع بن جاتی ہیں۔ جب بانی خود اپنی بیعت کو ایمان کا معیار اور اس سے انکار کو جہنم کا راستہ قرار دے دے، تو پھر اس کے ماننے والوں کا عام مسلمانوں کو کافر، پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج کہنا اسی فکر کا منطقی نتیجہ بن جاتا ہے۔

آگے چل کر اسی اصول کی روشنی میں یہ بھی واضح کیا جائے گا کہ قادیانیوں کا مسلمانوں

کے ساتھ کافرانہ رویہ محض نظری نہیں بلکہ عبادات، نکاح، جنازہ اور معاشرتی معاملات میں عملی صورت اختیار کر چکا ہے۔

مسلمانوں کے پیچھے نماز سے انکار، قادیانی رویے کی عملی صورت

اب قادیانی عقیدے کا وہ عملی اور فقہی پہلو سامنے آتا ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کو کافر سمجھنا محض نظری دعویٰ نہیں بلکہ اس کے مطابق دینی رویہ بھی اختیار کیا جاتا ہے۔ قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ اپنی جماعت کو صاف الفاظ میں یہ ہدایت دیتے ہیں کہ غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان ہی نہ سمجھا جائے اور ان کے پیچھے نماز بھی ادا نہ کی جائے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔

(انوار العلوم جلد 3، صفحہ 148)

یہ عبارت کئی بنیادی حقائق کو بیک وقت بے نقاب کر دیتی ہے۔

اوّل، غیر احمدیوں یعنی عام مسلمانوں کو مسلمان نہ سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دوم، اسی بنیاد پر ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، حالانکہ فقہِ اسلامی میں نماز کے پیچھے نماز نہ پڑھنا عموماً کفر یا فسق اکبر کی بنیاد پر ہی ہوتا ہے۔

سوم، اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ غیر احمدی "خدا تعالیٰ کے ایک ایک نبی کے منکر" ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان صرف مرزا غلام قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور اسی بنیاد پر

ختمِ نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

یہ موقف دراصل اسی عقیدے کا عملی اظہار ہے جسے پہلے حوالہ جات میں واضح کیا جا چکا ہے، یعنی قادیانی نظریے کے مطابق مرزا غلام قادیانی کو نہ ماننے والا مسلمان نہیں رہتا۔ جب کسی کو مسلمان ہی نہ سمجھا جائے تو اس کے پیچھے نماز سے انکار لازمی نتیجہ بن جاتا ہے۔

یوں یہ حوالہ اس بات پر آخری مہر ثبت کر دیتا ہے کہ قادیانی جماعت کا مسلمانوں کے ساتھ رویہ کافروں جیسا ہے:

☆ نہ انہیں مسلمان مانا جاتا ہے۔

☆ نہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جاتی ہے۔

☆ اور نہ انہیں دینی اخوت کا اہل سمجھا جاتا ہے۔

آگے چل کر انہی اصولوں کی روشنی میں نکاح، جنازہ، سلام اور دیگر دینی و معاشرتی معاملات میں قادیانی موقف بھی پیش کیا جائے گا تاکہ تصویر مکمل طور پر واضح ہو جائے۔

مسلمانوں کے کفر پر قادیانی دلیل، بانیِ قادیان کا اصولی اعلان

اب قادیانی عقیدے کی وہ اصل فکری بنیاد سامنے آتی ہے جس پر مسلمانوں کی تکفیر قائم کی گئی ہے۔ یہ بات کسی خلیفہ یا مصنف کی تشریح نہیں، بلکہ مرزا غلام قادیانی کے اپنے بیان پر مبنی ہے، جس میں وہ صاف لفظوں میں مسلمانوں کے کافر ہونے کی دلیل بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

> دوم دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں

میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔پس اس لیئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔

(حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے، جلد اوّل، صفحہ 198)

یہ عبارت قادیانی عقیدے کو پوری طرح ننگا کر دیتی ہے۔ یہاں مرزا قادیانی نے مسلمان کے کافر ہونے کی وجہ صراحت کے ساتھ یہ بتائی ہے کہ وہ مسیح موعود یعنی خود مرزا غلام قادیانی کو نہیں مانتا اور اسے جھوٹا سمجھتا ہے۔اس کے نزدیک یہ انکار، خدا اور رسول کے حکم کا انکار ہے، اور اسی بنیاد پر وہ مسلمان کو کافر قرار دیتا ہے۔

اس بیان سے تین بنیادی حقائق واضح ہوتے ہیں۔

اوّل، مرزا قادیانی نے اپنے آپ پر ایمان کو خدا اور رسول کے حکم کے درجے پر فائز کر دیا۔

دوم، ختمِ نبوت پر ایمان رکھنے والا مسلمان، جو مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح نہیں مانتا، اس کے نزدیک محض ایک مختلف العقیدہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔

سوم، مسلمانوں کی تکفیر کسی ضمنی مسئلے یا وقتی ردِعمل کا نتیجہ نہیں بلکہ قادیانی مذہب کا اصولی اور باقاعدہ عقیدہ ہے۔

یہی وہ بنیاد ہے جس کے نتیجے میں قادیانی لٹریچر میں بار بار یہ کہا گیا کہ جو شخص مرزا قادیانی کو نہیں مانتا وہ کافر، پکا کافر، دائرۂ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے، خواہ اس نے مرزا کا نام سنا ہو یا نہ سنا ہو۔اسی عقیدے کی عملی شکل یہ ہے کہ قادیانی غیر احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے، ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، اور ان سے وہی دینی رویہ رکھتے ہیں جو شرعاً کفار کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔

یوں یہ حوالہ پچھلے تمام دلائل کو جوڑ کر اس نتیجے تک پہنچا دیتا ہے کہ مسلمانوں کی تکفیر

قادیانی مذہب میں ایک منظم، اصولی اور بانی کے مقرر کردہ عقیدے کی حیثیت رکھتی ہے، نہ کہ کسی غلط فہمی یا انفرادی شدت پسندی کی۔

قادیانیوں کے علاوہ سب کافر

مسلمانوں کی تکفیر پر ایک اور بنیادی دلیل قادیانی الہام کی تشریح اب قادیانی عقیدے کی ایک اور نہایت اہم کڑی سامنے آتی ہے، جو یہ واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا تصور محض بعد کے خلفاء کی تشریح نہیں بلکہ آباء قادیان کے منسوب الہامات تک پھیلا ہوا ہے۔ مرزا غلام قادیانی کے صاحبزادے بشیر احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

> تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے ان الذین کفروا رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے۔ یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 105)

اس اقتباس میں چند نہایت سنگین اور فیصلہ کن نکات سامنے آتے ہیں۔ اوّل، یہاں ''اَلَّذِینَ کَفَرُوا'' (جو لوگ کافر ہوئے) کی تعبیر استعمال کی گئی ہے، اور اس کے مقابل ایک فارسی الاصل مرد کو ان کے مذاہب کے رد کرنے والا بتایا گیا ہے۔ دوم، قادیانی لٹریچر کے پورے سیاق میں یہ بات واضح ہے کہ یہاں "کافر" کہلانے والوں سے مراد وہی لوگ ہیں جو مرزا غلام قادیانی کو مسیح موعود یا نبی ماننے سے انکار کرتے ہیں، یعنی عام مسلمان۔ سوم، اس الہام کی تشریح خود مرزا قادیانی کے بیٹے نے اس انداز میں کی ہے کہ اسے اپنے خاندانی پس منظر اور مرزا قادیانی کی ذات پر منطبق کیا جائے، گویا مسلمانوں کے عقائد کے رد کو ایک الٰہی منصب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

یہی وہ نکتہ ہے جو قادیانی فکر کی گہرائی کو واضح کرتا ہے۔ یہاں مسلمان صرف ایک مختلف العقیدہ گروہ نہیں رہتے بلکہ ''الَّذِینَ کَفَرُوا'' کے عنوان کے تحت رکھے جاتے ہیں، اور مرزا قادیانی کو ان کے مذاہب کے رد پر مامور دکھایا جاتا ہے۔ اس تصور کا لازمی نتیجہ وہی ہے جو پہلے حوالہ جات میں سامنے آچکا ہے:

مسلمان کافر ہیں، مرزا قادیانی کو نہ ماننے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اور قادیانی جماعت کے نزدیک اس کے ساتھ وہی دینی رویہ اختیار کیا جائے گا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

یوں یہ حوالہ بھی پچھلی تمام نصوص کے ساتھ مل کر اس حقیقت کو مزید مضبوط کر دیتا ہے کہ مسلمانوں کی تکفیر قادیانی مذہب میں ایک باقاعدہ، اصولی اور بانی سے منسوب نظریہ ہے، جسے بعد کے خلفاء اور مصنفین نے نہ صرف قبول کیا بلکہ پوری شدت کے ساتھ نافذ بھی کیا۔

حیات مسیح ماننے والا کافر ہے

> اور نصاریٰ نے حیات مسیح کے سبب فتنہ برپا کیا۔ اور کفر صریح میں گر گئے۔ پس خدا نے ارادہ کیا کہ ان کی بنیاد کو گرا دے اور ان کے دلائل کو جھوٹا کرے۔
>
> (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 586)

اس عبارت میں مرزا قادیانی کی منطق اپنے ہی وزن سے ٹوٹتی نظر آتی ہے، کیونکہ اگر محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مان لینا کفر ہے تو پھر یہ الزام صرف نصاریٰ تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کی زد میں پوری امتِ مسلمہ آجاتی ہے، جس کا اجماعی اور متوارث عقیدہ صدیوں سے یہی چلا آرہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اس صورت میں مرزا کی یہ تاویل ایک ایسے منطقی انجام تک پہنچتی ہے جہاں مسلمان اور عیسائی دونوں ایک ہی

عقیدے کی بنیاد پر یکساں طور پر کافر قرار پاتے ہیں، جو نہ صرف عقلِ سلیم کے خلاف ہے بلکہ خود مدعی کی سابقہ تحریروں اور امت کے مسلمہ عقائد سے صریح تصادم بھی ہے۔

فتنہ کا الٹا الزام

مزید یہ کہ نصاریٰ پر یہ الزام عائد کرنا کہ انہوں نے حیاتِ مسیح کے سبب فتنہ برپا کیا اور کفرِ صریح میں گر گئے، درحقیقت تاریخ اور عقیدے دونوں کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ نصاریٰ کا اصل کفر حیاتِ مسیح نہیں بلکہ الوہیتِ مسیح کا عقیدہ ہے، جسے خود مسلمانوں نے ہمیشہ واضح طور پر رد کیا ہے۔ حیاتِ مسیح کا عقیدہ تو خود اہلِ اسلام کے نزدیک بھی ثابت اور مسلم رہا ہے، لہٰذا فتنہ اور کفر کا سبب اس عقیدے کو ٹھہرانا ایک شعوری مغالطہ ہے، جس کے ذریعے اصل اختلافی نکتے سے توجہ ہٹائی گئی ہے۔

الٰہی ارادے کا خود ساختہ دعویٰ

یہ کہنا کہ خدا نے نصاریٰ کی بنیاد گرانے اور ان کے دلائل کو جھوٹا کرنے کا ارادہ کیا، محض ایک دعویٰ ہے جسے نہ وحیِ متواتر کی تائید حاصل ہے اور نہ ہی امت کے مسلمہ فہم کی۔ یہاں خدا کے ارادے کو اپنی مخصوص تعبیر کے تابع بنا کر پیش کیا گیا ہے، تاکہ اپنے نئے نظریے کو تقدس کا لبادہ اوڑھایا جا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے دعوے نہ تو عیسائیت کو واقعی رد کرتے ہیں اور نہ ہی اسلام کے موقف کو مضبوط بناتے ہیں، بلکہ الٹا اسلامی عقیدے کو مشتبہ بنا کر ایک نئے فکری انتشار کو جنم دیتے ہیں۔

یوں مرزا قادیانی کی یہ عبارت عیسائیوں کی تردید کے بجائے مسلمانوں کے اجماعی عقیدے پر ضرب لگاتی ہے۔ یہ اس بات کی واضح مثال ہے کہ کس طرح ایک غلط مقدمہ قائم کر کے ایک باطل نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے، اور پھر اسی نتیجے کو الٰہی فیصلہ بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے۔ یہی وہ فکری لغزش ہے جو اس پورے بیانیے کو علمی نہیں بلکہ جدلی اور متناقض بنا دیتی ہے۔

تکفیر کا دائرہ اور قادیانی منطق

یہاں بھی ان خلفاء کے منکروں پر لفظ کفر کا ہی آیا ہے کیونکہ وہ تو حکم الہی ہے جس رنگ میں ہو جو اس سے نافرمانی کرے گا وہ نافرمان ہوگا میں اس چھت کے نیچے بیٹھا ہوں اگر مجھے اللہ تعالی ابھی حکم دے کہ اٹھ جاو اور میں نہ اٹھوں تو میں نافرمان ہوں گا۔ اگر یہ چھت گرے اور میں مرجاوں تو اس نافرمانی کی سزا ہوئی آنحضرت ﷺ تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے کسی ایک حکم اور آپ کے جانشینوں کی کسی ایک نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

(ارشادات نور، جلد اوّل۔قبل از خلافت، صفحہ 140)

اس عبارت میں قادیانی خلافت کی اصل روح پوری صراحت کے ساتھ سامنے آجاتی ہے، جہاں محض کسی انسانی سلسلۂ خلافت کو نہ ماننا کفر قرار دے دیا گیا ہے۔ حکیم نورالدین کا یہ بیان اس حقیقت کو عیاں کرتا ہے کہ قادیانی عقیدہ میں کفر کا معیار ایمان باللہ، ایمان بالرسول ﷺ یا بنیادی عقائد نہیں رہے، بلکہ ایک مخصوص جماعتی اطاعت اور تنظیمی وفاداری کو دین کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ جو شخص اس دائرے سے باہر نکلے، خواہ وہ قرآن وسنت پر ہی کیوں نہ قائم ہو، اسے نافرمان اور بالآخر کافر ٹھہرا دیا جاتا ہے۔

خدا کے حکم اور انسانی حکم کا خلطِ مبحث

یہاں سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ خدا کے براہِ راست حکم اور ایک انسانی خلیفہ کی اطاعت کو ایک ہی سطح پر لا کھڑا کیا گیا ہے۔ چھت کے نیچے بیٹھنے کی مثال دے کر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ جس طرح خدا کے کسی فوری حکم کی نافرمانی گناہ ہے، اسی طرح قادیانی خلیفہ کی نافرمانی بھی عین کفر ہے۔ یہ طرزِ استدلال نہ صرف دینی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ توحیدِ

اطاعت کے تصور کو مجروح کرتا ہے، کیونکہ اسلام میں مطلق اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے، جبکہ ہر غیر معصوم انسان کی اطاعت مشروط اور محدود ہوتی ہے۔

کفر کی نئی تعریف

مزید برآں، یہ کہنا کہ خدا کے کسی ایک حکم یا "آپ کے جانشینوں" کی کسی ایک نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے، دراصل کفر کی ایک نئی اور خودساختہ تعریف ہے۔ اس تعریف میں نہ نیت کی کوئی حیثیت ہے، نہ ایمان کے بنیادی ارکان کی، اور نہ ہی امت کے چودہ سو سالہ فہم کی۔ اس کے برعکس، ایک لمحاتی اختلاف یا انکار کو دائمی کفر بنا دیا گیا ہے، جو واضح طور پر غلو، شدت اور فکری جبر کی علامت ہے۔

قادیانیت کا داخلی تضاد

دلچسپ امر یہ ہے کہ یہی جماعت دوسری طرف مسلمانوں پر یہ الزام لگاتی ہے کہ وہ تکفیر میں جلدی کرتے ہیں، جبکہ خود اپنے عقیدے کے دائرے میں سب سے تنگ اور سخت معیار اپناتی ہے۔ نتیجتاً، قادیانی خلیفوں کو نہ ماننے والا ہر شخص، چاہے وہ کلمہ گو ہو، نماز پڑھتا ہو اور رسول اللہ ﷺ پر کامل ایمان رکھتا ہو، قادیانی منطق کے مطابق کافر قرار پاتا ہے۔ یہ تضاد اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہاں دین کی دعوت نہیں بلکہ جماعتی اقتدار اور فکری بالادستی کا تصور کارفرما ہے۔

یوں حکیم نورالدین کا یہ بیان قادیانی عقیدے کی اصل بنیاد کو بے نقاب کر دیتا ہے، جہاں ایمان کی جگہ اطاعتِ خلافت، اور اسلام کی جگہ تنظیمی وابستگی کو معیار بنا دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیت محض ایک فکری اختلاف نہیں رہتی بلکہ ایک ایسا نظریہ بن جاتی ہے جو پوری امتِ مسلمہ کو اپنے سوا کفر کے دائرے میں دھکیل دیتا ہے، اور یہی اس کے باطل ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

قادیانیوں کا اسلام اور مسلمانوں کا اسلام اور ہے

یہ ایک بڑا اختلاف ہے ورنہ حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے ہمارا اور۔ ان کا خدا اور ہے ہمارا خدا اور ہمارا حج اور ہے ان کا حج اور اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔

(قادیانی اخبار الفضل 21 اگست 1917 صفحہ 8، کالم نمبر 1)

قادیانیوں کا دو نمبر خلیفہ بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے اور مولانا مودودی کی کتاب کے ایک اقتباس کو نقل کر کے تصدیق کرتا ہے:

مولانا مودودی صاحب نے آگے چل کر لکھا ہے کہ احمدی اور دوسرے مسلمانوں کا اسلام اور؟ لوگ خود بیان کرتے ہیں کہ ان۔ کا اسلام اور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا اسلام اور ہے۔ ان کا قرآن اور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا قرآن اور ہے، ان کا خدا اور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا خدا اور ہے، ان کا حج اور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا حج اور ہے اور اسی طرح ہر بات میں وہ ان سے مختلف ہیں۔

جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے مولانا مودودی صاحب کا یہ دعویٰ درست ہے۔ بیشک موجودہ امام جماعت احمدیہ نے ایک دو جگہ پر یہ لکھا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے، دوسرے مسلمانوں کا قرآن اور ہے اور ہمارا قرآن اور ہے، دوسرے مسلمانوں کا خدا اور ہے اور ہمارا خدا اور ہے

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 35)

اسلام کی وحدت کے مقابل قادیانی اعترافِ جدائی

یہ اقتباسات کسی بیرونی الزام یا مخالف کی تعبیر نہیں بلکہ خود قادیانی لٹریچر کے صریح اور غیر مبہم اعترافات ہیں، جن میں صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ قادیانیوں کا اسلام اور ہے اور مسلمانوں کا اسلام اور۔ قادیانی اخبار الفضل کے بیان میں مرزا غلام قادیانی کی طرف منسوب یہ بات کہ" ان کا اسلام اور ہے، ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے، ہمارا خدا اور، ہمارا حج اور ہے، ان کا حج اور"، محض ایک اختلافِ رائے نہیں بلکہ ایک مکمل مذہبی انفصال کا اعلان ہے، کیونکہ جب خدا، اسلام، عبادات اور بنیادی تصورات ہی جدا قرار دے دیے جائیں تو پھر مشترک دین کا دعویٰ خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔

اختلاف نہیں بلکہ اعتقادی علیحدگی

یہاں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ اختلاف کسی جزوی مسئلے میں نہیں بلکہ اصل الاصول میں بیان کیا جا رہا ہے۔ اسلام میں خدا کا تصور، قرآن کی حیثیت، اور حج جیسی بنیادی عبادت اگر مختلف ہو جائے تو یہ محض فقہی یا فکری اختلاف نہیں رہتا بلکہ ایک الگ مذہب کی تشکیل بن جاتا ہے۔ اسی لیے اس بیان کے بعد قادیانیت کو اسلام کے اندر ایک مسلک یا ذیلی فرقہ کہنا علمی دیانت کے خلاف ہے، کیونکہ خود مدعیانِ قادیانیت اس نسبت کو رد کر رہے ہیں۔

خلیفۂ قادیانیت کی صریح توثیق

مزید اہم بات یہ ہے کہ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ نے نہ صرف اس حقیقت کو تسلیم کیا بلکہ مولانا مودودی کے اقتباس کو نقل کر کے اس کی تصدیق بھی کی۔ انوار العلوم میں درج اس عبارت میں واضح طور پر کہا گیا کہ الفاظ کے اعتبار سے مولانا مودودی کا دعویٰ درست ہے، اور یہ کہ خود موجودہ امام جماعت احمدیہ نے متعدد مقامات پر لکھا ہے کہ مسلمانوں کا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور، مسلمانوں کا قرآن اور ہے اور ہمارا قرآن اور، مسلمانوں کا خدا اور

ہے اور ہمارا خدا اور۔ یہ اقرار اس تمام بحث کو کسی خارجی الزام سے نکال کر خود قادیانی اعتراف کی سطح پر لے آتا ہے۔

دعویٰ اسلام اور حقیقتِ انکار

ان بیانات کے بعد یہ کہنا کہ قادیانی اسلام ہی کے دائرے میں ہیں، محض لفظی مغالطہ رہ جاتا ہے۔ جو جماعت خود یہ تسلیم کرے کہ اس کا خدا، قرآن، اسلام اور عبادات مسلمانوں سے مختلف ہیں، وہ دراصل اسلام کی وحدت کی نفی کر رہی ہوتی ہے۔ اسلام تو ایک ہی خدا، ایک ہی قرآن، ایک ہی رسول ﷺ اور ایک ہی بنیادی عبادات کا نام ہے، ان میں "ہمارا" اور "ان کا" کی تقسیم خود دین کی نفی کے مترادف ہے۔

ان تمام حوالہ جات کا مجموعی نتیجہ یہ ہے کہ قادیانیت نہ صرف مسلمانوں کو کافر یا گمراہ سمجھتی ہے بلکہ اپنے دین کو مسلمانوں کے دین سے الگ اور ممتاز تسلیم کرتی ہے۔ یہ اعترافات ثابت کرتے ہیں کہ قادیانیوں کا اسلام اور مسلمانوں کا اسلام ایک نہیں، اور یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جو قادیانیت کو اسلام سے جدا ایک مستقل مذہبی شناخت بنا دیتا ہے، خواہ وہ نام کے ساتھ اسلام کا لفظ ہی کیوں نہ لگاتے رہیں۔

باب اوّل

ان غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

مسیحیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے جس میں انہوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض واقعات سے متأثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

تعداد عقائد

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپؑ ہی آیت اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (الصف : ۷) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ہر سہ عقائد کا بیان

مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے مَیں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں بلکہ جیسا کہ مَیں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اوّل الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعودؑ کے وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود مَیں نے اپنے لیکچروں میں بیان کیا ہے جو چھپ بھی چکے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح الاوّل سے گفتگو اور ان کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں بھی مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اُس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیئے اولٰٓئک ھم الکافرون حقاً فرمایا ہے۔ فتدبروا

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعودؑ کا کوئی ذکر نہیں تو ایسا کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعودؑ کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر یا جس طرح فرمایا انی مع الرسول اقوم اور مسیح موعودؑ نے ابھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (دیکھو بدر ۵- مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپنے لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں" (دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بطرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳- مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶- مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آنیوالے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

ہیں- اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو جائے اور ہم میں شامل نہ ہو- خدا تعالیٰ کے مأمور ایک بڑی چیز ہوتے ہیں جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ خدا کی نظر میں قبول نہیں ہو سکتا- اس میں شک نہیں کہ بعض غیر احمدی ایسے ہوں گے جو سچے دل سے حضرت مسیح موعودؑ کو صادق نہیں مانتے اس لئے قبول نہیں کرتے- لیکن ہم بھی مجبور ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ خواہ کسی وجہ سے سہی وہ حق کے منکر ہیں- غیر احمدیوں کا اس بات پر چڑنا کہ ہم ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ایک لغو امر ہے- وہ غیر احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں وہ ہم کو مسلمان کیونکر سمجھتا ہے اور کیوں اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں- ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں- کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے- لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دنیاوی اور تمدنی تعلقات کو منقطع کر دیں- آنحضرت ﷺ نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی- پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں بہم پہنچانے کا حکم ہے تو دنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے- دوسروں سے محبت کرو پیار کرو' ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ' بیمار کا علاج کرو' بھوکے کو روٹی کھلاؤ' ننگے کو کپڑا پہناؤ ان باتوں کا تمہیں ضرور ثواب ملے گا- لیکن دین کے معاملہ میں تم ان کو اپنا امام نہیں بنا سکتے- حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق بار بار حکم دیا ہے- پس اس بات کو خوب یاد رکھو- اور سختی سے اس پر عملدر آمد کرو-

غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا

پھر ایک سوال غیر احمدی کے جنازہ پڑھنے کے متعلق کیا جاتا ہے- اس میں ایک یہ مشکل پیش کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے- اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے- اور ایک خط بھی ملا ہے جس پر غور کیا جائے گا- لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل اس کے برخلاف

از جانب متوکل علی اللہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد۔ بخدمت مکرم بابو الٰہی بخش صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد ہذا اس عاجز کو اس وقت تک آں مکرم کے الہامات کی انتظار رہی۔ مگر کچھ معلوم نہیں ہوا کہ توقف کا کیا باعث ہے۔ مَیں نے سراسر نیک نیتی سے جس کو خدائے کریم جانتا ہے یہ درخواست کی تھی تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ان متناقض الہامات میں کچھ فیصلہ ہو جائے کیونکہ الہامات کا باہمی تناقض اور اختلافات اسلام کو سخت ضرر پہنچاتا ہے اور اسلام کے مخالفوں کو ہنسی اور اعتراض کا موقع ملتا ہے اور اس طرح پر دین کا استخفاف ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو تو خدا تعالیٰ یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودھویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے اور اس کی درگاہ میں وجیہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے اور اودھر سے دوسرے کو یہ الہام کرے کہ یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور ایسا ہے۔ ایسا ہی اس شخص کو تو یہ الہام کرے کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسُول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے اور پھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ جو اُس کی پیروی کرتے ہیں وہ شقاوت کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر اسلام پر یہ مصیبت ہے کہ ایسے مختلف الہام ہوں اور مختلف فرقے پیدا ہوں جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوں۔ اس لئے ہمدردیٔ اسلام اسی میں ہے کہ ان مختلف الہامات کا فیصلہ ہو جائے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کر دے گا اور اس مصیبت سے مسلمانوں کو چھوڑائے گا۔ لیکن یہ فیصلہ تب ہو سکتا ہے کہ ملہمین جن کو الہام ہوتا ہے وہ زنانہ سیرت اختیار نہ کریں اور مردِ میدان بن کر جس طرح کے الہام ہوں وہ سب دیانت کے ساتھ

کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے حوالجات سے میں نے ثابت کیا ہے کہ آپ کے نزدیک آپ کے منکر کافر ہیں۔ چنانچہ ان حوالوں میں سے بعض کے یہ فقرات ہیں عبدالحکیم پٹیالوی مرتد کو آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس سے سہل تر یہ بات ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا جاوے اس لئے میں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔" اس کے بعد میں نے اپنے الفاظ میں اس عبارت کا یہ خلاصہ نکالا ہے۔ "اس الزام میں وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے تکفیر میں جدوجہد کی ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص جس نے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔" پھر آگے دعوت پہنچنے کی تشریح حضرت مسیح موعودؑ کی ہی عبارات سے کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی دعوت کو سب دنیا میں پہنچا دیا ہے۔ اس لئے سب دنیا کو دعوت پہنچ گئی۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک شخص کو فرداً فرداً کہہ دیا جاوے۔" اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے یہ ثابت کیا ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو کافر تو نہیں کہتے مگر آپ پر ایمان بھی نہیں لاتے۔ وہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ شامل ہیں۔ جو آپ کو کافر کہتے ہیں حتّٰی کہ جو شخص صرف مزید تسلی کے لئے کچھ مدت انتظار کرتا ہے اور بیعت نہیں کرتا۔ وہ بھی منکروں کے ساتھ ہی سمجھا جائے گا۔ اور پھر میرے اپنے الفاظ میں ان حوالہ جات کا یہ خلاصہ نکالا گیا ہے کہ "پس نہ صرف وہ شخص جو آپ کو کافر کہتا ہے یا جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا ہے مگر آپ کے دعویٰ کو نہیں مانتا۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے" اس کے بعد اسی مضمون کے متعلق کچھ تائیدی حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ اور اس صلح کی تحریک کی کمزوری دکھاتے ہوئے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی ممانعت کا فتویٰ درج کیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶۴ حاشیہ) آخر میں قرآن کریم کی ایک آیت سے استدلال کیا ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کو رسول نہیں مانتے۔ خواہ آپ کو راستباز ہی منہ سے کیوں نہ کہتے ہوں وہ پکے کافر ہیں۔ یہ ہے خلاصہ میرے اس مضمون کا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے دو دفعہ پڑھا اور اپنی قلم سے اس میں بعض جگہ پر اصلاح کی۔ اور لکھا کہ اس کے مضمون سے مجھے ہرگز اختلاف نہیں۔ اب اسے پڑھ کر خصوصاً ان فقرات کی موجودگی میں جو میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ کیا کوئی عقلمند انسان یہ گمان بھی کر سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کا یہ مطلب سمجھا تھا کہ

کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اِتمّام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بَری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[1] قابلِ مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اس کی نسبت نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں اور جیسا کہ مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اس کے نزدیک باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اِتمّام حجّت نہیں ہوا۔ ہمیں دعویٰ سے کہنا نہیں چاہیئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلائل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجت لوگوں پر پوری کرے۔ اور اس بارے میں خدا بھی اس کا مویّد رہا ہے۔ اس لئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ اپنے انکار کا ذمہ وار آپ ہے اور اس بات کا بارِ ثبوت

[1] البقرۃ: ۲۸۷

اس شجرہ میں جن ناموں کے سامنے سٹار "★" کا نشان دکھایا گیا ہے یہ ایسے لوگوں کے نام ہیں جن کی نسل آگے نہیں چلی۔

﴿129﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ اپنے قلم سے اپنے اور اپنے خاندان کے حالات لکھے ہیں مگر سب سے مفصل وہ بیان ہے جو کتاب البریہ میں درج ہے۔یہ بیان ایسا تو نہیں ہے کہ اس میں سب ضروری باتیں آ گئی ہوں اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ حالات جو حضرت مسیح موعود نے خود دوسری جگہ تحریر فرمائے ہیں وہ سب اس میں آ گئے ہیں۔لیکن چونکہ یہ بیان سب سے زیادہ مفصل ہے اور حضرت صاحب نے ایک خاص تحریک کی بنا پر تحریر فرمایا تھا اس لئے اس کے خاص خاص حصے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

"اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گُل محمد تھا۔اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ❀ ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا۔جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہءِ شمال مشرق واقع ہے۔فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پورہ رکھا جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا۔اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا

❀ حاشیہ: عرصہ سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں وہ تمام الہامات میں نے انہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کر دیئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو، توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے آتا اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے ان الذین کفروا رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے۔ یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظھرہ اللہ۔ منہ

مجھے اس صدی کے سر پر دین کے تازہ کرنے کے لئے اُٹھایا ہے۔ اس نے دیکھا کہ زمین ساری بگڑ گئی ہے اور گمراہی کے طریقے بہت پھیل گئے ہیں۔ اور دیانت بہت تھوڑی ہے اور خیانت بہت۔ اور اس نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو دین کے تازہ کرنے کے لئے چُن لیا۔ اور اسی نے اس بندہ کو اپنی عظمت اور کبریائی اور اپنے کلام کا خادم بنایا۔ اور خدا کے واسطے خلق اور امر ہے۔ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ اپنے بندوں سے جس پر چاہتا ہے رُوح نازل کرتا ہے۔ پس خدا کے کام سے تعجب مت کرو۔ اور اپنے رخساروں کو بدظنی کرتے ہوئے اُونچا نہ اُٹھاؤ۔ اور حق کو قبول کرو۔ اور سابقین میں سے بنو۔ اور یہ خدا کا ہم پر اور ہمارے بھائی مسلمانوں پر فضل ہے۔ پس ان لوگوں پر حسرت ہے جو وقتوں کو نہیں پہچانتے اور اللہ کے دنوں کو نہیں دیکھتے اور غفلت اور سُستی کرتے ہیں۔ اور ان کا کوئی شغل نہیں سوائے اس کے کہ مسلمانوں کو کافر بنائیں اور سچے کو جھٹلائیں۔ اور اللہ کے لئے فکر کرتے ہوئے نہیں ٹھہرتے اور متقیوں کے طریق اختیار نہیں کرتے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ہم کو کافر بنایا۔ اور ہم پر لعنت کی اور ہماری طرف نسبت کیا جھوٹا دعویٰ نبوّت کا۔ اور انکار معجزہ اور فرشتوں کا۔ اور جو کچھ ہم نے کہا اس کو نہیں سمجھا اور نہ اس میں تدبر یعنی فکر کرتے ہیں۔ اور انہوں نے جلدی سے اپنے منہ کھولے اور ہم ان اُمور سے بَری ہیں جو انہوں نے ہم پر افتراء کئے۔ اور ہم خدا کے فضل سے مومن ہیں۔ اور اللہ پر اور اس کی کتاب قرآن پر اور رسول خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہم ان سب باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم لائے اور ہم تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم تہِ دل سے گواہی دیتے ہیں کہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ۔**

یہ ہیں ہمارے اعتقاد اور ہم ان ہی عقائد پر اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے اور ہم سچے ہیں تحقیق خدا تمام عالم پر فضل کرنے والا ہے۔ اس نے اپنے ایک بندہ کو اپنے وقت پر بطور مجدّد پیدا کیا ہے کیا تم خدا کے کام سے تعجب کرتے ہو اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور نصاریٰ نے حیات مسیح کے سبب فتنہ برپا کیا۔ اور کفر صریح میں گر گئے۔ پس خدا نے ارادہ کیا کہ ان کی بنیاد کو گرادے اور ان کے دلائل کو جُھوٹا کرے۔ اور ان پر ظاہر کردے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ پس جو کوئی قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور خدا کے فضل کی طرف رغبت کرتا ہے پس اُسے لازم ہے کہ میری تصدیق کرے۔ اور بیعت کرنے والوں میں داخل ہو۔ اور جس

آنحضرتؐ کو نہ مان کر انسان مسلمان ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال:۔ محمد ﷺ کو نہ مان کر کیا انسان مسلمان ہوسکتا ہے یا نہیں۔

جواب:۔ آنحضرت ﷺ کے نہ ماننے میں وہ تمام انبیاء اور امتیں بھی داخل ہیں جو کہ آپ کی بعثت سے پیشتر گزر چکیں۔ مثلاً آدم نے آنحضرت ﷺ کو کب ویسے مانا ہے جیسے کہ ہم مان رہے ہیں مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اگر آدم کو ماننے کی ضرورت پیش نہ آئی تو ہم بھی نہ مانیں غلط ہے۔ دیکھو آدم نے تو آپ کو نہ مانا مگر وہ مسلمان تھا اور ادھر ابوجہل نے نہ مانا تو وہ کافر ہوا کیا اب دونوں کا نہ ماننا ایک جیسا ہے اصل میں اسلام نام ہے فرمانبرداری کا کہ جب فرمان نازل ہوا سے اسی وقت مان لے۔ سکھوں کے وقت جب گورنمنٹ انگلشیہ آئی تو اس وقت یہ قوانین نہ تھے جو کہ اب ہیں۔ مگر اس وقت جس قسم کے قوانین تھے ان کو اس وقت کے ماننے والے فرمانبردار کہلاتے تھے اور ان کے منکر باغی۔ پھر اس کے بعد جب قانون کی صورت بدلی تو پھر اس متبدل شدہ صورت کو ماننے والے فرمانبردار ہوئے اور دوسرے باغی۔ اسی طرح اب جو قانون ہے یہ اور ہی ہے اب اسی کو ماننے والے فرمانبردار کہلاتے ہیں۔ غرضیکہ جب فرمان کے وقت نافرمانی کی جاوے تو پھر اسلام کا مفہوم نہیں رہتا۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ...... وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:۵۶) یہاں بھی ان خلفاء کے منکروں پر لفظ کفر کا ہی آیا ہے کیونکہ وہ تو حکم الٰہی ہے جس رنگ میں ہو جو اس سے نافرمانی کرے گا وہ نافرمان ہوگا میں اس چھت کے نیچے بیٹھا ہوں اگر مجھے اللہ تعالیٰ ابھی حکم دے کہ اٹھ جاؤ اور میں نہ اٹھوں تو میں نافرمان ہوں گا۔ اگر یہ چھت گرے اور میں مرجاؤں تو اس نافرمانی کی سزا ہوئی آنحضرت ﷺ تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے کسی ایک حکم اور آپ کے جانشینوں کی کسی ایک نافرمانی سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اپنی ذلت کے لئے کہتے تھے نہیں بلکہ اپنی بڑائی اور درجہ بتلانے کے لئے کہتا تھا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے۔ اس بات نے اس کا فیصلہ کر دیا کہ نبی کے ماتحت نبیوں کا ہونا اس کی قوت ہوتی ہے نہ کہ ذلت پس حضرت مسیح موعود کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت نبی ہو کر آنا آپ کے دین کی خدمت کے لئے مبعوث ہونا آپ کی قوت ہے نہ کہ ذلت۔

تو پہلا اختلاف ہم میں اور غیر احمدیوں میں یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں خدا میں جو طاقتیں اور قدرتیں پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں مگر وہ کہتے ہیں اب نہیں ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آسکتے۔ ہم کہتے ہیں آسکتے ہیں۔ ہاں ایسے نہیں آسکتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مٹائیں یا اس میں کچھ تغیر و تبدل کریں۔ یا آپ کی غلامی کا دعویٰ نہ کریں۔ یاد رہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کا آنا جو نئی شریعت لائے اس لئے نہیں تسلیم کرتے کہ اس طرح قرآن ناقص قرار دینا پڑتا ہے نہ اس لئے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس طرح کسی نبی کی ہتک نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت موسوی کو منسوخ کیا تو کیا آپ نے حضرت موسیٰ کی ہتک کی ہرگز نہیں۔ ہاں تورات کو ناقابل عمل قرار دیا۔ تو یہ ایک بڑا اختلاف ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور ان کا خدا اور ہے ہمارا خدا اور ہمارا حج اور ہے ان کا حج اور اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔

وفات مسیح

ایک اور بہت بڑا اختلاف حضرت مسیح کی وفات کے متعلق ہے اس کے متعلق بھی کچھ بتا دیتا ہوں یا عیسیٰ انی متوفیک۔ میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم تجھے وفات دینگے اور سورہ مائدہ میں ان کی اپنی زبان سے وفات پانے کا اقرار کرایا ہے بعض لوگ غلطی سے توفی کے معنی موت کے کرتے ہیں مگر یہ درست نہیں اس کے معنی قبض روح کے ہیں جہاں بھی قرآن کریم میں یہ لفظ آتے خدا اس کا فاعل اور ذی روح مفعول ہو تو اس کے معنی قبض روح ہی کے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے عیسیٰ سے پوچھا ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو۔ اللہ کے سوا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے آگے سے اس نے جواب دیا ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کہ میں نے نہیں ان کو کہا مگر وہی جس کا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی اور میں ان پر نگران تھا جب تک ان میں رہا۔ پس جب تو نے میری روح قبض کرلی تو پھر تو ہی ان پر نگراں تھا۔

اس جواب میں حضرت عیسیٰ نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ کہا ہے کہ جب تک میں ان میں رہا انھوں نے مجھے اور میری ماں کو معبود نہیں بنایا۔ لیکن جب تو نے میری روح قبض کرلی تو پھر تو ہی نگراں تھا۔

یہ آیت وفات مسیح کے متعلق بطور اصل کے ہے جب کسی سے گفتگو ہو تو اس کو پیش کرنا اور اس سے ادھر ادھر نہ جانے دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ نہایت صاف اور واضح ہے۔ حضرت عیسیٰ خدا تعالےٰ کے حضور اقرار کرتے ہیں کہ جب تک میں ان میں رہا ان کی نگرانی کرتا رہا اس وقت وہ نہیں بگڑے تھے لیکن جب تو نے میری روح قبض کرلی اور میں ان میں نہ رہا تو تو ہی ان کا نگراں تھا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روح قبض کرنے سے مراد موت ہی ہے۔

غیر احمدی صاحبان کہتے ہیں کہ یہ جواب حضرت عیسیٰ قیامت کو دینگے۔ ہم کہتے ہیں خواہ قیامت کو یا اس سے بھی کروڑوں سال بعد میں دیں ہم جو اس سے نتیجہ نکالتے ہیں وہ کسی صورت میں غلط نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم اس سے صرف یہ نکالتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کہتے ہیں کہ جب تک میں ان میں تھا۔ اور میری روح نہیں نکلی تھی اس وقت میری امت نہیں بگڑی تھی۔ مگر جب میری روح قبض کرلی گئی تو اس کے بعد کا مجھے علم نہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی بگڑے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں بگڑے تو اسلام جھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس کے آنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی لیکن قرآن کریم سے ثابت ہے کہ عیسائی بگڑ چکے ہیں اور جب عیسائی بگڑ چکے ہیں تو ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ وفات بھی پاچکے ہیں۔

یہ آیت وفات مسیح کو ایسی صفائی کے ساتھ ثابت کرتی ہے کہ کسی اور طرف جانے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے اس کو اچھی طرح پیش کرنا چاہئے۔ اور بتانا چاہئے کہ دیکھو قرآن کریم میں کسی اور جگہ یہ تو لکھا نہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔ اور اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وفات پاچکے ہیں۔ پھر تم کیوں اس کو نہیں مانتے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ اور آیات کو بھی دیکھو ان سے کیا نکلتا ہے انہیں کہنا چاہئے کیا یہ قرآن کی آیت نہیں۔ اگر ہے تو جب اس سے یقینی طور پر وفات مسیح ثابت ہو جاتی ہے تو اور کوئی آیت اس کے خلاف کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس کے خلاف ہو سکتی ہے تو پھر یہ کہو کہ یہ قرآن کی آیت ہی نہیں کسی نے ملا دی ہے۔ مگر جب ایسا نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر اوروں کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ اسی آیت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پاچکے تو اسی کو پیش کرنا چاہئے۔ دوسری آیات میں غیر احمدی کئی قسم کے دھوکے دے سکتے ہیں اور جھگڑا ڈال سکتے ہیں۔ مگر اس میں ان کے لئے کوئی راہ نکلنے کی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود پر اعتراض

ایک اور بات یہ ہے کہ بہت سے نادان لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے متعلق کچھ ایسی کچی باتیں پیش کرتے ہیں جو بچے بھی نہیں کرتے کہتے ہیں مرزا صاحب نے لکھا ہے خدا نے قلم کا چھینٹا دیا اور وہ چھینٹے ان کے کپڑوں پر آ پڑے۔ کیا خدا بھی قلم پکڑا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ نادان نہیں جانتے کہ یہ رویا ہے اور رویا میں اس قسم کے نظارے دکھائے جاتے ہیں۔ کوئی کہے میں رویا میں اڑ رہا تھا تو کیا اسے کہا جا سکتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کبھی انسان بھی اڑا کرتے ہیں۔ کوئی سمجھدار تو یہ نہیں کہہ سکتا۔ پھر نہ معلوم غیر احمدی اس قسم کے اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیوں کرتے ہیں۔ پھر انھوں نے تو اس قسم کے قصے بنا رکھے ہیں کہ موسیٰ نے دیکھا کہ خدا کا قدم چھپنے کے لئے زمین

بلکہ بہت دیر سے چلی آرہی ہے۔

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

صحابہ کے زمانہ میں خوارج نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اور یہ کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اور وہ اس فتویٰ کو اس حد تک پہنچاتے تھے کہ لوگوں سے پوچھتے تھے بولو تمہاری رائے علیؓ کی خلافت کے متعلق کیا ہے؟ اور اگر کوئی تصدیق کرتا تھا تو اسے قتل کر دیتے تھے"۔ 72

کیا جماعت احمدیہ کا اسلام اَور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا اسلام اَور؟

(5) مولانا مودودی صاحب نے آگے چل کر لکھا ہے کہ احمدی لوگ خود بیان کرتے ہیں کہ ان کا اسلام اور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا اسلام اَور ہے۔ ان کا قرآن اَور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا قرآن اَور ہے، ان کا خدا اَور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا خدا اَور ہے، ان کا حج اَور ہے اور دوسرے مسلمانوں کا حج اَور ہے اور اسی طرح ہر بات میں وہ ان سے مختلف ہیں۔ 73

جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے مولانا مودودی صاحب کا یہ دعویٰ درست ہے۔ بیشک موجودہ امام جماعت احمدیہ نے ایک دو جگہ پر یہ لکھا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کا اسلام اَور ہے اور ہمارا اسلام اَور ہے، دوسرے مسلمانوں کا قرآن اَور ہے اور ہمارا قرآن اَور ہے، دوسرے مسلمانوں کا خدا اَور ہے اور ہمارا خدا اَور ہے لیکن معنوں کے لحاظ سے اُنہوں نے ہرگز وہ مفہوم نہیں لیا جو مولانا مودودی صاحب دُنیا پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات تو نظر نہیں آتی لیکن قرآن نظر آتا ہے۔ کیا دُنیا کا کوئی شخص ہے جو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکے کہ احمدی مروّجہ قرآن کے سوا کوئی اور قرآن پڑھتے ہیں یا مسلمانوں میں جو اس وقت قرآن محفوظ سمجھا جاتا ہے اس میں وہ ایک زیر یا زبر کی تبدیلی بھی جائز سمجھتے ہیں؟ یا کوئی شخص قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ احمدی خانہ کعبہ کے حج